بسمہ اللہ الرحمن الرحیم

احکامِ دین

بمطابق فتاویٰ

حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ

ناشر

قرآن وعترت اکیڈمی

احکام تقلید

سوال ۱: کیا عالم دین کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ مجتہد یا مرجعِ اَعلم کی تشخیص کر سکے۔تا کہ وہ شخص اس مسئلے میں اہلِ خبرہ میں سے جانا جائے؟

جواب: ایسے شخص کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ مجتہد یا اَعلم کی تشخیص کر سکے البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ اہلِ خبرہ سے اس بارے میں سوال کرے اور اگر اس مسئلے میں کسی شخص پر اطمینان آجائے کہ اس نے اہلِ خبرہ سے اس بارے میں پوچھا ہے تو اس شخص کی گواہی پر اِس اعتبار سے کہ وہ ایک قابلِ اعتماد شخص ہے بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ فارسی، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۱۰)۔

سوال ۲: اگر کوئی شخص مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہے اِس طرح سے کہ زندہ مجتہد کی طرف رجوع نہ کیا ہو (یعنی مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہنے کے لئے زندہ اعلم مجتہد سے اجازت نہ لی ہو) تو اس کے گزشتہ اعمال کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

جواب: اِس صورت میں اگر مردہ مجتہد زندہ کے مقابلے میں اعلم ہو تو وہ شخص جسے درپیش

مسائل میں دونوں مجتہدین کے مابین اختلاف کا اگرچہ اجمالی طور پر علم ہو، تو پھر اسی کی تقلید پر باقی رہنا واجب ہے اور اگر وہ اعلم نہ ہو تو پھر زندہ کی طرف رجوع کرنا واجب ہے اور اس کے اعمال اگر اُس مجتہد کے فتوی کے مطابق ہیں جس کی تقلید اِس وقت اُس پر واجب ہے تو وہ صحیح شمار ہوں گے اور (اُن اعمال کے سلسلے میں) اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، تقلید: مسئلہ نمبر ۸)۔

سوال ۳: اگر کوئی شخص مجھ سے کسی شرعی مسئلے کا حکم دریافت کرے، تو کیا مجھے اس کے مرجعِ تقلید کے فتوے کے مطابق جواب دینا ہوگا؟

جواب: اگر کوئی نشانی، قرینہ یا اس شخص کے ظاہر حال سے معلوم ہو کہ وہ اپنے مرجع تقلید کے فتوے کے مطابق سوال کر رہا ہے، تو آپ کو اسی مرجع کے فتوے کے مطابق جواب دینا واجب ہے۔ لیکن اگر ایسی کوئی بات ظاہر نہ ہو، تو آپ اس مرجعِ تقلید کے فتوے کے مطابق جواب دے سکتے ہیں جس کا قول شرعاً سوال کرنے والے کے لیے حجت ہے۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع فارسی، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، ص ۵۳، مسئلہ ۲۱)۔

سوال ۴: کیا جاہل کو یہ بتانا واجب ہے کہ احکامِ شریعت میں تقلید کرنا لازم ہوا کرتی ہے؟

جواب: جی ہاں، اگر وہ سوال کرے تو اس کی رہنمائی کرنا واجب ہے، بلکہ احتیاطِ واجب کی بنا پر اگر وہ سوال نہ بھی کرے تب بھی اسے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ عربی، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۲۴)۔

سوال ۵: ایک عام مکلّف کے لئے یہ جاننا کیسے ممکن ہے کہ جو شخص کسی مجتہد کے اعلم ہونے کی گواہی دے رہا ہے وہ اہل خبرہ میں سے ہے؟

جواب: یہ اِس طرح ممکن ہے کہ وہ ایسے اِہل علم حضرات کی طرف رجوع کرے جن کی دینداری اور ایسے مسئلوں میں اُن کی معرفت کے متعلق اُسے بھروسہ واعتماد ہو۔ (حوالہ: جدید فقہی مسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۲۹، ۳۰۔ص ۸۱)۔

سوال ۶: کیا فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز ہے؟

جواب: تقلید کی ابتداء فوت شدہ مجتہد سے کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ زندہ مجتہد سے اعلم ہو۔ (حوالہ: منہاج الصالحین، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، مسئلہ ۷)۔

سوال ۷: ایک شخص آیت اللہ سیستانی کی تقلید میں آیا لیکن اُسے معلوم نہیں تھا کہ اُن کے فتوے کے مطابق اگر مرحوم مجتہد کو اعلم سمجھتا ہو تو اُن کے فتاویٰ کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ وہ آیت اللہ سیستانی مدظلہ العالی کے مسائل پر ہی عمل کرتا رہا اور اب اُسے یہ مسئلہ معلوم ہوا ہے تو کیا اُس کے لئے جائز ہے کہ مرحوم مجتہد کے مسائل پر عمل کرے؟

جواب: اگر شرعی طریقے سے مردہ مجتہد کا اعلم ہونا ثابت ہو جائے چاہے اس اعتبار سے کہ زندہ مجتہد کا مرحوم کے مقابلے میں اعلم ہونا ثابت نہ ہو سکے تو وہ شخص جسے درپیش مسائل میں دونوں مجتہدین کے مابین اختلاف کا اگرچہ اجمالی طور پر علم ہو تو مرحوم مجتہد کے فتاویٰ کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ عربی،

آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۵۶)۔

سوال ۸: اگر کوئی شخص زندہ مجتہد کی اجازت سے ایسے مجتہد کی تقلید پر باقی ہو جس کا انتقال ہو چکا ہو تو اس صورت میں وہ حقوقِ شرعیہ کسے دے گا؟

جواب: ضروری ہے کہ حقوقِ شرعیہ زندہ جامع الشرائط مجتہد کو دیئے جائیں اور احتیاطِ لازم یہ کہ اُس مجتہد کو دے جو اعلم ہو اور عمومی مصلحتوں سے آگاہ ہو۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۱۸۰۳)۔

سوال ۹: کیا تقلید صرف خمس وزکات اور نماز وغیرہ جیسی چیزوں میں ہوتی ہے یا زندگی کے تمام شعبے تقلید میں شامل ہوتے ہیں؟

جواب: فقیہ عموماً زندگی کے تمام مسائل کے بارے میں فتوی دیتا ہے جو اُس مقلد کو پیش آتے ہوں اور تقلید کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اِن تمام احکام میں اپنے مجتہد کی تقلید کرے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ عربی، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۲۵)۔

سوال ۱۰: کیا تقلید میں ولایت فقیہ کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں آیت اللہ سیستانی کی کیا رائے ہے؟

جواب: جی ہاں، یہ بھی ایک فقہی مسئلہ ہے اور اس میں بھی مقلّد اپنے مجتہد کی جانب ہی رجوع کرے گا۔ آیت اللہ سیستانی کے نظریئے کے مطابق جو ولایت، فقہاء کی

اصطلاح میں امورِ حسبیہ کہلاتی ہے، وہ ہر اُس فقیہ کے لئے ثابت ہے جو تقلید کی شرائط پر پورا اُترتا ہو۔ لیکن جو عمومی اُمور سے متعلق ولایت ہے جن پر اسلامی معاشرے کا نظام قائم ہے، اس میں فقیہ کی ذات اور ولایت کے نفاذ کے لئے دیگر شرائط کا پایا جانا بھی ضروری ہے، جن میں سے ایک شرط یہ ہے کہ فقیہ عام مؤمنین کے درمیان مقبول ہو۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ فارسی، آیت اللہ سیستانی، ولایتِ فقیہ: سوال نمبر ۱، ۲)۔

سوال ۱۱: اگر مقلّد کو کسی مسئلہ میں اپنے مجتہد کی رائے معلوم نہ ہو تو کیا اُسے حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرلے؟

جواب: اُس پر لازم ہے کہ اپنے مرجعِ تقلید کا فتویٰ دریافت کرے اور اگر اپنے مرجعِ تقلید کے فتویٰ تک رسائی ممکن نہ ہو تو وہ اعلم فالاعلم کا خیال کرتے ہوئے دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس مسئلہ میں اپنی شرعی ذمہ داری احتیاط پر عمل کر کے پوری کرے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ اردو، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۱۹)۔

سوال ۱۲: کیا احتیاطِ واجب میں احتیاط کے مطابق عمل کرنے کو ترک کرسکتے ہے؟

جواب: اِس شرط پر احتیاط کے مطابق عمل کرنے کو ترک کرسکتے ہیں کہ یہ عمل فالاعلم کی رائے کے مطابق ہو۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۶)۔

سوال ۱۳: آیا آپ کے مقلّدین کے لئے بعض فتاویٰ میں مسئلہ کی نرمی یا مقلّد کے اعتبار سے

آسانی کی وجہ سے دوسرے مجتہدین کی طرف رجوع کرسکتے ہیں؟

جواب: اعلم کی تقلید اس کے تمام فتاویٰ میں واجب ہے اور اس کے علاوہ دوسروں کے فتاویٰ پر عمل کافی نہیں ہے، البتہ احتیاطِ واجب یا احتیاطِ لازم میں اعلم فالاعلم کا خیال رکھتے ہوئے رجوع کرسکتے ہیں۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۶)۔

سوال ۱۴: اگر ہم کسی آیت اللہ کے وکیل کے متعلق کچھ جانتے ہوں تو آیت اللہ کو اس بارے میں بتانا ضروری ہے یا خاموش رہنا چاہیے؟

جواب: وکیل کی طرف منسوب باتوں کا یقین ہو یا نہ ہو لوگوں میں ان کا تذکرہ کرنا جائز نہیں۔ لیکن دوسری صورت میں کہ جہاں اِن باتوں کے صحیح ہونے کا یقین ہو تو مکمل رازداری سے مرجعِ تقلید کو صورتِ حال سے آگاہ کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ خود مناسب اقدام کر سکے۔ (حوالہ: جدید فقہی مسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ ۵۹۵)۔

سوال ۱۵: میں آیت اللہ خوئیؒ کی حیات میں اُن کی تقلید کرتا تھا اور اُن کی وفات کے بعد میں نے آیت اللہ سید رضا گلپائگانیؒ قدس سرّہ کی تقلید کی جبکہ میں آیت اللہ خوئیؒ کے مسائل پر عمل کر رہا تھا اور اب اُن کے بعد آپ (یعنی آیت اللہ سیستانی مدظلہ العالی) کی تقلید کی ہے اور آیت اللہ خوئیؒ کے مسائل پر باقی ہوں اور اب میں نہیں جانتا کہ کون اعلم ہے اِس صورتحال میں:

۱۔ کیا جائز ہے کہ آقائے خوئیؒ کی تقلید پر باقی رہوں؟

۲۔کیا جائز ہے کہ میں آپ کی تقلید کی طرف عدول کر جاؤں؟

جواب: اگر آپ کے لئے اہلِ خبرہ کی طرف رجوع کرنے کے باوجود ثابت نہ ہو سکے کہ آیت اللہ سیستانی مدظلہ العالی، آیت اللہ خوئیؒ کے مقابلے میں اعلم ہیں اور درپیش مسائل میں دونوں مجتہدین کے مابین اختلاف کا اگرچہ اجمالی طور پر علم ہو تو آپ کے لئے آیت اللہ خوئیؒ کی تقلید پر باقی رہنا ضروری ہے اور اگر آیت اللہ سیستانی مدظلہ العالی کا اعلم ہونا ثابت ہو جائے تو مکمل طور پر اُنہیں کی تقلید پر آجانا واجب ہوگا۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ عربی، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۱۷،۵۶)۔

سوال ۱۶: برائے مہربانی اِتنا بتادیجئے کہ جو سوالات ہم آپ کی ویب سائٹ پر بھیجتے ہیں اُن کے جوابات آیت اللہ العظمیٰ آقائے سیستانی مدظلہ العالی خود دیتے ہیں یا اُن کے مقرر کردہ نمائندے؟

جواب: دفتر میں موجود استفتائی کمیٹی کی طرف سے جاری شدہ جوابات معتبر ہوتے ہیں، سوائے اُن کے کہ جن میں خطا ظاہر ہو جائے، اور عصمت، اہلِ عصمت کے لیے ہے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ عربی، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۴۶)۔

سوال ۱۷: کیا اس طریقے (یعنی انٹرنیٹ پر) سے سوال پوچھنے سے ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے؟

جواب: جو افراد جواب دینے کے ذمہ دار ہیں، اگر ان پر اطمینان ہو تو ذمہ داری پوری

ہو جاتی ہے۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع فارسی، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، ص ۴۸)۔

سوال ۱۸: انٹرنیٹ کی ویب سائٹس پر جو استفتاءات موجود ہوتے ہیں، حاکمِ شرع کے وکیل سے رجوع کئے بغیر اُن مسائل پر عمل کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اطمینان ہے کہ یہ آپ کے مجتہد کا فتویٰ ہے تو پھر اس پر عمل کرنا بالکل جائز ہے اور وکیل کا اِس مسئلہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع فارسی، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، ص ۴۸)۔

سوال ۱۹: اگر میں نے احتیاطِ واجب کے خلاف عمل کر لیا ہو تو کیا بری الذمہ ہونے کے لئے جائز ہوگا کہ میں عمل کے بعد کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کر لوں جو اس احتیاط کو ضروری نہیں سمجھتا؟

جواب: جائز ہے۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع فارسی، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، ص ۱۷۶، مسئلہ ۴۴۸)۔

سوال ۲۰: کیا ایسی بیوی جو اعلم مرجع کی تحقیق کے سلسلے میں دشواری محسوس کرتی ہو، یہ جائز ہے کہ وہ اس بارے میں اپنے شوہر پر اعتماد کرے اور اُسی طرح عمل کرے جیسے اُس کا شوہر کرتا ہے؟ اور اسی طرح کیا لڑکی اپنے والدین پر اعتماد کر کے ایسا کر سکتی ہے؟

جواب: اگر اُسے اس پر اطمینان حاصل ہو جائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ عربی، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۲۲)۔

سوال ۲۱: ایک لڑکی نے نو سال کی عمر میں تحقیق کے بغیر اپنے والد اور والدہ کے مرجع کی تقلید شروع کی تھی، بعد میں اُسے محسوس ہوا کہ کوئی دوسرا مرجع زیادہ اعلم ہے۔ کیا وہ دوسرے مرجع کی طرف رجوع (عدول) کر سکتی ہے؟

جواب: اگر اس نے اپنے والدین کی بات سن کر اپنے مرجع کی اعلمیت پر اطمینان حاصل کیا تھا، اور یہ فرض ہو کہ والدین نے اہلِ خبرہ سے تحقیق کر کے اس مرجع کی اعلمیت پر اعتماد کیا تھا، تو ایسی صورت میں اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس مرجع کی تقلید چھوڑ دے، جب تک کہ دوسرے مرجع کی اعلمیت ثابت نہ ہو جائے۔ اور اگر ایسا اطمینان نہ تھا، تو لازم ہے کہ اعلم کے بارے میں تحقیق کرے اور اسی کی تقلید کرے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ فارسی، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۱۰)۔

سوال ۲۲: کیا ممیز بچے کے لئے بھی تقلید کرنا واجب ہے۔ اور ایسے بچے کے بارے میں کیا حکم ہے جو صحیح و غلط اور حلال و حرام کے فرق کو سمجھتا ہو، کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مرجع تقلید سے رجوع کرے یا عمومی احکام کے لئے عام لوگوں سے سیکھ کر بھی کام چلا سکتا ہے؟

جواب: جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اُس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع فارسی، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، ص ۴۰)۔

سوال ۲۳: میں نماز کو اپنے طریقے سے پڑھتا تھا اور نماز کی تیسری و چوتھی رکعت میں تسبیحاتِ اربعہ کو ایک بار پڑھتا تھا اور اِسی طرح دیگر عبادات کو اپنے طریقے سے انجام دیتا تھا جبکہ مجھے اِس بات کا علم نہیں تھا کہ آیا کوئی مجتہد اِس کی اجازت دیتا بھی ہے یا نہیں؟ پھر میں نے کسی ایسے مجتہد کی تقلید کی جو انہیں جائز قرار دیتے تھے۔ کیا ایسی تقلید صحیح ہے یا بالفاظِ دیگر کیا عمل کے انجام دینے کے بعد تقلید کرنے سے پچھلے اعمال صحیح ہو جائیں گے اور اُن کی قضا سے بچا جا سکے گا؟

جواب: اگر آپ کا عمل اُس مجتہد کے فتویٰ کے مطابق ہے جس کی تقلید ابھی آپ پر واجب ہے تو آپ کا عمل صحیح ہوگا۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع فارسی، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، ص ۵۱، مسئلہ ۱۹)۔

سوال ۲۴: جو عورت اجتہاد کے مقام پر پہنچ جائے اور شرعی احکام خود اخذ کرنے کی صلاحیت حاصل کر لے، کیا وہ تقلید کر سکتی ہے؟

جواب: نہیں، ایسی عورت کے لیے تقلید جائز نہیں ہے۔ اس پر لازم ہے کہ یا تو اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے یا احتیاط پر عمل کرے۔ (حوالہ: احکام المرأة والاسرة، اُم علی مشکور، تقلید، ص ۶)۔

سوال ۲۵: اگر کسی نے ایسے شخص کی تقلید کی ہو جو فتویٰ دینے کا اہل نہ ہو، یا غیر اعلم کی تقلید کی ہو تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: واجب ہے کہ اُسے چھوڑ کر ایسے مجتہد کی جانب رجوع کرے جو فتویٰ دینے کا اہل ہو۔ اِسی طرح اگر غیر اعلم کی تقلید کی ہو اور معلوم ہو کہ غیر اعلم اور اعلم کے فتاویٰ میں

فرق ہے، تو واجب ہے کہ اعلم کی جانب رجوع کرے۔ اور اگر پہلے کسی اعلم مجتہد کی تقلید کی ہو، پھر بعد میں کوئی دوسرا اعلم بن جائے، تو بھی واجب ہے کہ نئے اعلم مجتہد کی طرف رجوع کرے۔ (حوالہ: منہاج الصالحین، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، ص ۲۴، مسئلہ ۱۰)۔

سوال ۲۶: کیا مسائل میں تبعیض (آدھی آدھی) تقلید کرنا جائز ہے؟ اِس طرح سے کہ کچھ مسائل میں ایک مجتہد کی اور کچھ میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کی جائے؟

جواب: یہ اِس فرض کی بنا پر جائز ہے کہ جب ایک مجتہد کچھ ابواب فقہ میں اعلم ہو اور دوسرا دیگر ابواب میں اس سے اعلم ہو اور تمام ابواب میں کوئی ایک اعلم موجود نہ ہو، تو ایسی صورت میں دونوں کی تقلید مختلف مسائل میں انکی اعلمیت کے حساب سے کرے گا۔ لیکن اگر کوئی ایک مجتہد تمام ابواب میں اعلم ہو تو تمام مسائل میں صرف اُسی کی تقلید کی جائے گی۔ البتہ علم میں مساوی مجتہدین کے درمیان اگر ایک مجتہد دوسرے سے زیادہ زاہد و ورع نہ ہو تو مقلد کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کے بھی فتوے کے مطابق عمل کرے اور اگر اُسے اپنی شرعی ذمہ داری کا علم اجمالی نہ ہو تو بعض اور بعض مسائل میں بھی دو مختلف مساوی مجتہدین کی تقلید کر سکتا ہے۔ البتہ علم اجمالی ہو جانے کی صورت میں احتیاط پر عمل کرنا لازم ہے جیسا کہ اگر دو مساوی مجتہدین میں سے ایک کا فتوی وجوب قصر کا ہو اور دوسرے کا وجوب تمام کا ہو تو علم اجمالی کے ہوتے ہوئے احتیاط کرنا لازم ہوگا۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ اردو، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۲)۔

سوال ۲۷: کیا مساوی مرجع کی طرف عدول کیا جاسکتا ہے؟

جواب: اگر دونوں مساوی ہوں اور مقام فتوی میں ایک دوسرے سے زیادہ محتاط نہ ہوں تو ان میں سے کسی کی بھی تقلید کر سکتا ہے مگر وہ مقام جہاں کسی مسئلہ میں مکلف کو علم اجمالی ہوگا، وہاں احتیاط واجب کی بناء پر دونوں کے فتوی پر عمل کرے گا جیسے نماز کے قصر اور تمام ہونے کی صورت میں دونوں کے فتوی پر عمل کرے گا۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ اردو، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۶)۔

سوال ۲۸: اگر مرجع کے انتخاب کے بعد میں کسی اعلم یا مساوی مرجع کی طرف تقلید بدلنا چاہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسا کرنا جایز ہے؟

جواب: اگر جس کی تقلید کرنا چاہتے ہیں وہ اعلم ہو تو اس کی طرف عدول کرنا واجب ہے اور اگر مساوی ہو حتی تقوی میں، تو آپ کو اختیار ہے ان میں سے جس کے فتوی پر چاہیں عمل کر سکتے ہے۔ (حوالہ: رسمی ویب سائیٹ اردو، آیت اللہ سیستانی، تقلید: سوال نمبر ۱۲)۔

بیت الخلاء کے احکام

سوال ۱: مقام پیشاب یا پاخانہ کو اگر قلیل پانی سے پاک کیا جائے تو جو پانی اُس مقام سے گرے گا وہ نجس ہوگا یا پاک؟

جواب: اگر چہ یہ پانی نجس ہے، لیکن جس جگہ بھی وہ پانی گرے گا مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ اُس مقام کو نجس نہیں کرے گا۔

۱) پاخانے کے ذرّات پانی میں دکھائی نہ دیں۔

۲) پانی میں نجاست کا رنگ، بو یا ذائقہ پیدا نہ ہوا ہو۔

۳) باہر سے کوئی اور نجاست اس میں نہ لگی ہو۔

۴) پیشاب یا پاخانہ کے ساتھ خون یا کوئی اور نجاست باہر نہ آئی ہو۔

۵) پیشاب یا پاخانے کے مخارج کے اطراف پر معمول سے زیادہ نجاست نہ لگی ہو۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۲۴، ۲۶)۔

سوال ۲: ہم جاننا چاہتے ہیں کہ کیا رفع حاجت کے دوران جسم کا اگلا یا پچھلا حصّہ قبلہ کی جانب ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بالفرض حرام ہے تو کیا اپنا جسم تھوڑا سا قبلہ سے ہٹا لینا کافی ہے مثلاً پانچ درجے (Degree) یا نہیں؟ اور کیا حمام کو اِس طرح بنانا کہ اِس میں موجود لیٹرین (w.c) کا رُخ قبلہ کی جانب ہو، حرام ہے یا نہیں؟

جواب: احتیاطِ لازم کی بنا پر جسم کا اگلا اور پچھلا حصّہ رفع حاجت کے دوران قبلہ کی جانب نہیں ہونا چاہئے۔ اور اگر گھر کو اِس طرح سے بنایا گیا ہو کہ اُس میں موجود بیت الخلاء کا رُخ قبلہ کی جانب ہو تو یہ (بذاتِ خود) حرام نہیں ہے اور رفع حاجت کے وقت جسم قبلہ سے اِس قدر ہٹا ہوا ہونا چاہئے کہ لوگ اُس کے اگلے اور پچھلے حصّے کو قبلہ کی جانب ہونا شمار نہ کریں (چاہے وہ کس قدر کم درجے پر ہی کیوں نہ ہو)۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، مسئلہ نمبر ۱۷)۔

سوال ۳: ایک شخص اپنے پیشاب سے نجس شدہ ہاتھ اور مقام پیشاب کو پانی سے ایک بار دھوتا تھا۔ اُس کی پچھلی نمازوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مقام پیشاب کو پاک کرنے کے لئے تو کسی بھی پانی (یعنی کُر یا قلیل) سے صرف ایک بار دھونا کافی ہے۔ ہاں، مقامِ پیشاب کے علاوہ پیشاب سے نجس شدہ بدن کے باقی اعضاء دو بار دھوئے بغیر پاک نہیں ہوتے اور احتیاطِ واجب کی بنا پر اُنہیں دو بار کُر پانی سے دھویا جائے، البتہ جاری پانی سے ایک بار دھونا کافی ہے۔ اِس اعتبار سے اب پچھلی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ جن نمازوں کے بارے میں اُسے یقین نہیں ہے کہ اُس نے نجس بدن کے ساتھ پڑھی ہیں، اُس کی وہ نمازیں تو صحیح ہیں۔ اِسی طرح وہ نمازیں جن کے بارے میں اُسے یقین ہے کہ اُس نے نجس

بدن کے ساتھ پڑھی ہیں، اگر اُس نے مسائل سیکھنے میں کوتاہی نہ کی ہو تو اُن نمازوں کو دُہرانا یا قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔لیکن اگر مسائل سیکھنے میں کوتاہی کی ہو تو احتیاطِ واجب کی بنا پر اُسے اُن نمازوں کی قضا کرنا ہوگی۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۶۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۷۸۸، ۷۸۸)۔

سوال ۴: آیا پیشاب میں پتھروں سے استنجاء کرنا جائز ہے؟

جواب: مقام پیشاب کو پاک کرنے کے لئے پانی کے علاوہ کوئی چیز کافی نہیں ہے۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۶۲)۔

سوال ۵: آیا پیشاب سے اٹھنے والی بھاپ نجس ہے یا پاک؟

جواب: جس چیز سے لگے اُسے نجس نہیں کرتی۔ (حوالہ: منہاج الصالحین، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۴۸۸)۔

سوال ۶: اگر میں ایسا بیت الخلاء (Toilet) استعمال کروں جس کا رُخ قبلہ کی جانب ہو اور اِس دوران قبلہ سے تھوڑا بہت ہٹ جاؤں تو کیا کافی ہوگا؟

جواب: جی ہاں، کافی ہوگا۔ (حوالہ: عروۃ الوثقیٰ، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، [۴۳۶] مسئلہ نمبر ۱۶)۔

سوال ۷: بیت الخلاء کی صفائی کے دوران کچھ چھینٹیں اُڑیں جس کے بارے میں نہیں معلوم

کہ یہ پیشاب کی چھینٹیں ہیں یا پانی کی، جب کہ نلکا کھلا ہوا ہے اور اس میں سے پانی مسلسل بہہ رہا ہے؟

جواب: اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ (حوالہ: الفتاویٰ المیسرہ، آیت اللہ سیستانی، ص ۴۵)۔

سوال ۸: بعض افراد جب پیشاب یا پاخانہ کی نجاست کو پاک کر رہے ہوتے ہیں تو پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں وھم ہوتا ہے کہ پانی کی چھینٹیں بیت الخلاء کی زمین سے اُچھل کر اُن کے بدن کے بعض حصّوں تک پہنچ گئی ہیں لہٰذا اُنہیں محسوس ہوتا ہے کہ نجاست کے بعض اجزاء اُن کی پُشت یعنی کمر اور پاؤں تک منتقل ہو گئے ہیں تو کیا اِس صورت میں اُن کا بدن نجس ہو جائے گا؟

جواب: جب تک نجاست کے منتقل ہونے یا اُس کا بدن پر لگنے کا یقین نہ ہو جائے، بدن پاک رہے گا۔صرف نجاست کے منتقل ہونے کے وھم کا کوئی اثر نہیں ہوتا خصوصاً اُن افراد کے لئے جو وسوسہ میں مبتلا ہیں۔ (حوالہ: الفتاویٰ المیسرہ، آیت اللہ سیستانی، ص ۴۵، توضیح المسائل جامع، جلد ۱، مسئلہ نمبر ۲۵۱)۔

سوال ۹: آفس، مارکیٹ اور عوامی مراکز پر پبلک بیت الخلاء بنے ہوتے ہیں جن میں سے اکثر رُو بقبلہ ہوتے ہیں۔تو کیا ضرورت کے وقت ایسے بیت الخلاء کا استعمال جائز ہے؟

جواب: احتیاطِ واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے؛ مگر یہ کہ انتظار کرنا ممکن نہ ہو یا انتظار کرنا ایسی

شدید مشقّت کا باعث ہو کہ جو عام طور پر نا قابلِ برداشت ہو یا کوئی ضرر ہو۔ اور جہاز، ٹرین اور کشتی میں بھی ضروری ہے کہ اسی بات کا خیال رکھا جائے۔ (حوالہ: توضیح المسائل جامع، آیت اللہ سیستانی، جلد ۱، مسئلہ نمبر ۷۷)۔

سوال ۱۰: بیت الخلاء کی زمین کی طہارت کا کیا حکم ہے جب کہ عام طور پر اس کو لوٹے سے پاک کیا جاتا ہے؟

جواب: جب تک نجاست کا یقین نہ ہو پاک مانیں گے۔ (حوالہ: الفتاویٰ المیسرہ، آیت اللہ سیستانی، ص ۴۵)۔

سوال ۱۱: کُر پانی یا لوٹے کے پانی سے استنجاء کرتے وقت جو پانی کے قطرے پاؤں تک پہنچ جاتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کُر پانی سے استنجاء کیا جا رہا ہو تو پانی کے وہ قطرات جس میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ ہو پاک ہیں لیکن لوٹے سے استنجاء کرنے کی صورت میں پانی کے وہ قطرات خود تو نجس ہیں لیکن کسی اور چیز کو پانچ شرائط کے ساتھ نجس نہیں کرتے۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۱۹، ۲۶)۔

سوال ۱۲: کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مکروہ ہے۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۷۷)۔

سوال ۱۳: ایسا شخص جس نے پیشاب کے بعد استبراء نہ کیا ہو، کیا کوئی مقررہ وقت ہے کہ جس کے بعد اگر وہ کوئی رطوبت دیکھے تو اُسے پاک سمجھے؟ اور اگر کوئی ایسا وقت ہے تو وہ کتنا وقت ہے؟

جواب: اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ بلکہ اِس کا معیار یہ ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے اُسے اطمینان ہو جائے کہ پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہو جائے اور اُسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور اِس سے وضو بھی باطل نہ ہوگا۔ (حوالہ: توضیح المسائل، آیت اللہ سیستانی، مسئلہ نمبر ۷۲)۔